مسابقت فی الخیرات

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ (البقرۃ:149)

اور ہر ایک کے لئے ایک مطمحِ نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لئے آئے گا۔یقینا اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

حضرت ابوہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کچھ غریب مہاجر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔مال والے بہت ثواب لے گئے اور قائم رہنے والی نعمتوں کے مالک بنے۔آپؐ نے فرمایا وہ کیسے؟ انہوں نے عرض کیا۔وہ اسی طرح نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں، اسی طرح روزہ رکھتے ہیں جس طرح ہم رکھتے ہیں۔لیکن اس کے ساتھ وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور ہم نہیں کر سکتے۔وہ رضائے الٰہی کے لئے غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم نہیں کر سکتے۔اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی بات نہ سکھاؤں جس کی وجہ سے تم ان لوگوں کے برابر ہو جاؤ اور ان لوگوں سے بڑھ جاؤ جو تم سے بعد میں آئیں گے (یعنی اس بات کی برکت سے تم سے کوئی بھی آگے نہ بڑھ سکے گا) سوائے اس کے کہ وہ بھی ایسا ہی کرنے لگ جائیں جیسا تم کرو۔ان مہاجر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسی بات ضرور بتائیے۔آپؐ نے فرمایا ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس بار سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو۔چنانچہ یہ صحابہ مطمئن ہو کر چلے گئے۔کچھ عرصہ کے بعد پھر یہ غریب مہاجر آپؐ کی خدمت میں آئے اور شکایت کی کہ ہمارے دولتمند بھائیوں کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی ہے اور وہ بھی یہ ورد کرنے لگ گئے ہیں۔اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

(مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ وبیان صفتہٖ)

یہی روایت دوسرے الفاظ میں یوں بیان ہوئی ہے کہ:۔

حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور آپؐسے عرض کی کہ دولت مند لوگ سارا ثواب لے گئے- وہ بھی نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم رکھتے ہیں اور پھر

اپنے زائد اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں- آپؐ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے تم کو مال نہیں دیا جو تم بطور صدقہ خرچ کرو؟ یاد رکھو ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے اور الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، لا الٰہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے بلکہ وظیفہ زوجیت ادا کرنا بھی صدقہ ہے- لوگوں نے عرض کیا- یا رسول اللہ! کیا اپنی خواہش پوری کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ اگر کوئی حرام کاری کا مرتکب ہو تو اس کو گناہ ہو گا تو اسی طرح اگر وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر حلال اور جائز راہ اختیار کرے تو اس کو ثواب بھی ملے گا۔

(مسلم کتاب الزکوٰۃ باب بیان ان اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف)

حضرت ابودرداءؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نبیؐ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابو بکرؓ آئے اور وہ اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے تھے یہاں تک کہ ان کا گھٹنا نظر آ رہا تھا۔تو نبیؐ نے فرمایا تمہارے ساتھی نے تو لڑائی جھگڑے میں قدم ڈالا ہے۔ابو بکرؓ نے سلام کیا اور کہا کہ میرے اور ابن خطابؓ کے درمیان کچھ (اختلاف رائے)ہو گیا اور میں نے اس میں ذرا تیزی دکھائی۔پھر میں نادم ہوا اور میں نے ان کو کہا کہ مجھے معاف کر دیں مگر انہوں نے میری بات نہ مانی۔اب میں آپؐ کے پاس آیا ہوں آپؐ نے تین دفعہ کہا اے ابو بکرؓ اللہ تمہاری مغفرت فرمائے۔پھر حضرت عمرؓ نادم ہوئے اور حضرت ابو بکرؓ کے گھر گئے اور پوچھا ابو بکرؓ ہیں۔انہوں نے کہا نہیں۔وہ نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو سلام عرض کیا تو نبیؐ کا چہرہ متغیر ہونے لگا کہ ابو بکرؓ ڈر گئے اور اپنے دونو گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بخدا میں نے زیادتی کی تھی۔نبیؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا تم لوگوں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو اور ابو بکرؓ نے کہا یہ سچ کہتے ہیں اور اس نے اپنی جان اور مال کے ساتھ مجھ سے ہمدردی کی کیا تم میرے ساتھی کو میرے لئے چھوڑ دو گے۔(آپؐ نے یہ دو مرتبہ فرمایا)(راوی کہتے ہیں) اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ کو کبھی تکلیف نہیں دی گئی۔

(بخاری فضائل النبی ﷺ باب نمبر 34 حدیث نمبر 3661)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اطاعت ایک بڑا مشکل امر ہے۔صحابہ کرامؓ کی اطاعت، اطاعت تھی کہ جب ایک دفعہ مال کی ضرورت پڑی تو حضرت عمرؓ اپنے مال کا نصف لے آئے اور ابو بکرؓ اپنے گھر کا مال و متاع فروخت کر کے جس قدر رقم ہو سکی لے آئے۔پیغمبر خدا ﷺ نے حضرت عمر سے سوال کیا کہ تم گھر میں کیا چھوڑ آئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نصف۔پھر ابو بکرؓ سے دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول گھر چھوڑ آیا ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:۔جس قدر تمہارے مالوں میں فرق ہے اسی قدر تمہارے اعمال میں فرق ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 410مطبوعہ ربوہ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ فرمایا جو شخص خدا کی راہ میں جس نیکی میں ممتاز ہوا اسے اس نیکی کے دروازے میں جنت کے اندر آنے کے لئے کہا جائے گا۔اسے آواز آئے گی۔اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ تیرے لئے بہتر ہے۔اسی سے اندر آئو۔اگر وہ نماز پڑھنے میں ممتاز ہوا تو نماز کے دروازے سے اسے بلایا جائے گا۔اگر جہاد میں ممتاز ہوا تو جہاد کے دروازے سے، اگر روزے میں ممتاز ہوا تو سیرابی کے دروازے سے، اگر صدقہ میں ممتاز ہوا تو صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا۔حضورؐ کا یہ ارشاد سن کر حضرت ابو بکرؓنے پوچھا اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپؐپر فدا ہوں جسے ان دروازوں میں سے کسی ایک سے بلایا جائے اسے کسی اور دروازے کی ضرورت تو نہیں لیکن پھر بھی کوئی ایسا خوش نصیب بھی ہو گا جسے ان سب دروازوں سے آواز پڑے گی؟ آپؐنے فرمایا: ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی ان خوش نصیبوں میں شامل ہو۔

(بخاری کتاب الصوم باب الریان للصائمین)

حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ : اللہ کی قسم! جب جنگ کا میدان خوب گرم ہوتا تو ہم آپؐ کو ڈھال بناتے تھے۔اور ہم میں سے سب سے زیادہ بہادر وہ سمجھا جاتا تھا جو نبی کریم ﷺ کے پہلو میں جم کر لڑتا تھا۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر والمغازی باب غزوۃ حنین حدیث نمبر 4508)

حضرت حکیم مولوی نور الدینؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اُن کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کر سکوں۔میں نے انکو طبعی طور پر اورنہایت انشراح صدر سے دینی خدمتوں میں جان نثار پایا۔اگرچہ ان کی روز مرہ زندگی اسی راہ میں وقف ہے کہ وہ ہر یک پہلو سے اسلام اور مسلمانوں کے سچے خادم ہیں مگر اس سلسلہ کے ناصرین میں سے وہ اوّل درجہ کے نکلے۔مولوی صاحب موصوف اگرچہ اپنی فیاضی کی وجہ سے اس مصرعہ کے مصداق ہیں کہ قرار در کفِ آزاد گاں نگیرد مال لیکن پھر بھی انہوں نے بارہ سو روپیہ نقد متفرق حاجتوں کے وقت اس سلسلہ کی تائید میں دیا۔اوراب بیس روپے ماہواری دینااپنے نفس پر واجب کر دیا اور اس کے سوا اور بھی ان کی مالی خدمات ہیں جو طرح طرح کے رنگوں میں ان کا سلسلہ جاری ہے میں یقیناً دیکھتاہوں کہ جب تک وہ نسبت پیدانہ ہو جو محب کو اپنے محبوب سے ہوتی ہے تب تک ایسا انشراح صدر کسی میں پیدا نہیں ہوسکتا۔اُن کو خدائے تعالیٰ نے اپنے قوی ہاتھ سے اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور طاقتِ بالا نے خارق عادت اثر اُن پر کیا ہے۔"

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3صفحہ 520)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:۔

" ایک دفعہ حضورؑ لدھیانہ میں تھے کہ مَیں حاضر خدمت ہوا۔حضورؑ نے فرمایا کہ آپ کی جماعت ساٹھ روپے ایک اشتہار کے صرف کے لئے جس کی اشاعت کی ضرورت تھی برداشت کر لے گی۔مَیں نے اثبات میں جواب دیا اور کپورتھلہ واپس آ کر اپنی اہلیہ کی سونے کی تلڑی فروخت کر دی اور احبابِ جماعت میں سے کسی سے ذکر نہ کیا اور ساٹھ روپے لے کر مَیں اڑ گیا۔اور لدھیانہ جا کر پیش خدمت کئے۔چند روز بعد منشی اروڑا صاحب بھی لدھیانہ آ گئے۔مَیں وہیں تھا۔ان سے حضور نے ذکر فرمایا کہ آپ کی جماعت نے بڑے اچھے موقعہ پر امداد کی۔ منشی اروڑا صاحب نے عرض کی جماعت کو یا مجھے تو پتہ بھی نہیں۔اس وقت منشی صاحب مرحوم کو معلوم ہوا کہ مَیں اپنی طرف سے آپ ہی روپیہ دے آیا ہوں اور وہ مجھ پر بہت ناراض ہوئے اور حضور سے عرض کیا اس نے ہمارے ساتھ بہت دشمنی کی جو ہم کو نہ بتایا۔حضور نے منشی اروڑا صاحب کو فرمایا۔منشی صاحب خدمت کرنے کے بہت سے موقعے آئیں گے۔آپ گھبرائیں نہیں۔منشی صاحب اس کے بعد عرصہ تک مجھ سے ناراض رہے۔"

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 141 روایت نمبر 16جدید ایڈیشن)

منارۃ المسیح کی تعمیر کے وقت صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شاندار قربانی کا نمونہ دکھایا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار میں کم از کم ایک ایک سو روپیہ چندہ دینے کی تحریک فرمائی اور فیصلہ کیا کہ اس پر لبیک کہنے والوں کے نام منار پر بطور یادگار کندہ کرائے جائیں گے۔اس تحریک کے ساتھ ہی آپؑ کے چار مخلص خدام منشی عبد العزیز صاحب اوجلوی اور میاں شادی خان صاحب لکڑی فروش سیالکوٹ، مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے اور شیخ نیاز احمد صاحب تاجر وزیرآباد نے حضور کی شرط کے مطابق چندہ پیش کر دیا جس میں سے اول الذکر دو اصحاب کا تذکرہ حضور نے اس اشتہار کے آغاز میں بھی نہایت درجہ تعریفی کلمات میں فرمایا اور ان کی قربانی کو جماعت کے لئے قابلِ رشک قرار دیا۔حضرت ام المومنینؓ نے منار کے لئے ایک ہزار روپیہ کا چندہ لکھوایا جو دہلی کے ایک ذاتی مکان کی فروخت سے ادا کیا۔

منشی صاحب نے تو اپنے گھر کا تمام سامان فروخت کر کے تین سو روپیہ پیش کر دیا۔ جس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ شادی خان صاحب سیالکوٹی نے بھی وہی نمونہ دکھایا ہے جو حضرت ابوبکرؓ نے دکھایا تھا کہ سوائے خدا کے اپنے گھر میں کچھ نہیں چھوڑا۔جب میاں شادی خاں نے یہ سنا تو گھر میں جو چارپائیاں تھیں ان کو بھی فروخت کر ڈالا اور ان کی رقم بھی حضرت کے حضور پیش کر دی۔

(ملخص از تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 116-117، 147)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”مجرد سبقت کا جوش اپنے اندر برا نہیں ہے۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ۔یعنی خیر اور بھلائی کی ہر ایک قسم میں سبقت کرو اور زور مار کر سب سے آگے چلو۔سو جو شخص نیک وسائل سے خیر میں سبقت کرنا چاہتا ہے وہ درحقیقت حسد کے مفہوم کو پاک صورت میں اپنے اندر رکھتا ہے۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 598)